۱۸۴واں باب

دشمنان دین سے سلسلہ جنبانی!

۱۰۹: سُوۡرَةُ الۡمُمۡتَحِنَة [۶۰- ۲۸: قد سمع اللّٰه]

نزولی ترتیب پر ۱۱۵ویں تنزیل، ۲۸ویں پارے میں سورۃ نمبر ۶۰ [آیات ۱تا۹، پہلا رکوع اور آخری آیہ ۱۳]

باب ۱۸۴

دشمنانِ دین سے سلسلہ جنبانی!

۱۰۹: سُوْرَۃُ الْمُمْتَحِنَۃ [۶۰- ۲۸: قد سمع اللّٰہ]

جیسا کہ باب ۱۷۳ میں بیان ہوا کہ صلح حدیبیہ کے بعد مدینے کو واپسی کی راہ میں سُوْرَۃُ الْفَتْح نازل ہونی شروع ہو گئی تھی اور مدینہ پہنچنے پر کچھ وقت گزرا تو جبریل امینؑ تین آیات لے کر نازل ہوئے جنھوں نے کم و بیش دو برس بعد فتح مکہ سے ذرا قبل نازل ہونے والی کچھ آیات (ممتحنہ کی موجودہ ۱۰ تا ۱۲) کے ساتھ جڑ کر سُوْرَۃُ الْمُمْتَحِنَۃ کی تشکیل کی ،آپ کے زیرِ مطالعہ اس باب میں فتح مکہ سے قبل نازل ہونے والی آیت ۱تا۹ اور ۱۳ پیش کی جارہی ہیں۔

رمضان ۸ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کو بدعہدی کی سزا دینے کے لیے یہ فیصلہ کیا کہ مکہ کو مشرکین کے قبضے سے واگذار کرالیا جائے۔اس مقصد کے لیے رسول اللہؐ اپنے صحابہؓ کو ساتھ لے کر دشمن کے شہر پر اچانک دھاوا بول دینے کی تیاری کر رہے تھے تا کہ وہ جنگ کی تیاری کے بغیر ہی گرفت میں آجائیں اور ممکنہ حد تک کم ترین خون ریزی سے مکہ پر قبضہ کرلیا جائے۔اِس موقع پر بدری صحابی حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ سے یہ کوتاہی ہو گئی کہ انھوں نے آپؐ کی روانگی سے پہلے ہی قریش کے سرداروں کو رسول اللہ ﷺ کے اس ارادے کی اطلاع ایک خاتون کے ہاتھوں خفیہ خط کے ذریعہ روانہ کردی۔ خاتون ابھی یہ خط لے کر روانہ ہی ہوئی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس بات کی اطلاع کردی۔

اس باب میں ہم اُن آیات کا (آیت ۱تا۹ اور ۱۳) مطالعہ کررہے ہیں جو حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے اس فعل پر تبصرے کے طور پر اُس وقت نازل ہوئی تھیں۔اِن آیات مبارکہ میں حاطبؓ کے اس فعل پر سخت گرفت کی گئی ہے۔اس کی تفصیل اگلی سطور میں آرہی ہے۔

وحی کے ذریعے جب رسول اللہ ﷺ کو حاطبؓ کی اس حرکت کی اطلاع ہوئی تو آپؐ نے علیؓ، مقدادؓ، زبیرؓ اور ابو مرثدؓ کو یہ ہدایت دی کہ وہ لوگ جائیں، روضہ خاخ [مدینہ سے ۱۲ میل مکہ کی جانب ایک مقام کا نام] میں ایک سوار عورت ملے گی۔ جس کے پاس قریش کے نام ایک خط ہے۔اِن حضرات نے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے تیز رفتاری سے مذکورہ عورت کو جالیا۔اُس سے کہا تمہارے پاس جو خط ہے اُسے ہمارے حوالے کرو، اُس نے کہا:

میرے پاس کوئی خط نہیں۔ انہوں نے اس کے کجاوے کی تلاشی لی لیکن کچھ نہ ملا۔ اس پر علیؓ نے اس سے کہا کہ اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ نہ رسول اللہ ﷺ نے جھوٹ کہا ہے نہ ہم جھوٹ کہہ رہے ہیں۔ تم یا تو خط نکالو، یا ہم تمھاری جامہ تلاشی لیں۔ جب اُس نے بچاؤ کی راہیں مسدود پائیں تو بولی کہ ذرا اپنے منہ دوسری جانب پھیر لو، انہوں نے منہ پھیرا تو اس نے اپنے بندھے ہوئے بالوں کی چوٹی کھولی اور اُس میں سے خط نکال کر حوالے کر دیا۔ یہ لوگ خط لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے۔ دیکھا تو اس میں ایسا کچھ تحریر تھا:

> حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے قریش کی جانب
>
> امابعد! اے جماعتِ قریش! رسول اللہ ﷺ تمہارے پاس رات جیسا سیل رواں کی طرح بڑھتا ہوا لشکر لے کر آرہے ہیں اور واللہ! اگر وہ تنہا بھی تمہارے پاس آجائیں تو اللہ ان کی مدد کرے گا اور ان سے اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ لہٰذا تم لوگ اپنے متعلق سوچ لو.... .... اور میں چاہتا ہوں کہ تم لوگوں پر میرا ایک احسان رہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حاطبؓ کو بلایا اور فرمایا حاطبؓ! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اے محمد ﷺ! میرے خلاف جلدی نہ فرمائیں۔ اللہ کی قسم! اللہ اور اس کے رسولؐ پر میرا ایمان ہے۔ میں نہ تو مرتد ہوا ہوں اور نہ مجھ میں تبدیلی آئی ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ میں خود قریش کا آدمی نہیں، فقط اُن کے درمیان مقیم ہوں، یاد رہے کہ وہ قریشی نہ تھے، بنو امیہ کے حلیف ہونے کے ناطے مکہ میں مقیم تھے) اور میرے اہل و عیال اور بال بچے وہیں ہیں۔ لیکن قریش سے میری کوئی قرابت نہیں کہ وہ میرے بال بچوں کی حفاظت کریں۔ اس کے بر خلاف دوسرے لوگ (مہاجرینِ قریش) جو آپؐ کے ساتھ ہیں وہاں ان کے قرابت دار ہیں جو ان کی حفاظت کریں گے۔ اس لیے جب مجھے یہ چیز حاصل نہ تھی تو میں نے چاہا کہ ان پر (قریش پر) ایک احسان کر دوں جس کے عوض وہ میرے قرابت داروں کی حفاظت کریں۔

قوم کے دشمنوں سے کسی نوع کی دوستی، یاری اور اپنی قوم کی پالیسیز، وسائل اور منصوبوں کے بارے میں اُنھیں اطلاع مہیا کرنا ایک شدید، قابل سزا جرم ہے خاص طور سے دفاعی اور جنگی نوعیت کی اطلاعات مہیا کرنا تاوقتے کہ عسکری منصوبے کے تحت اس نوعیت کی سرگرمی دشمن کو دھوکہ دینے یا مرعوب کرنے یا اُس سے مطلوبہ اقدام کروانے کے لیے فوج کی ہدایت پر انجام دی جائے۔ حاطبؓ کی اِس حرکت پر تنبیہ فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے تمام اہل ایمان کو یہ تعلیم دی ہے کہ کسی مومن کو کسی حال میں اور کسی غرض کے لیے بھی اسلام کے دشمن کافروں کے ساتھ محبت اور دوستی کا تعلق نہیں رکھنا چاہیے۔ حاطبؓ کو اُن کی سابقہ خدمات، اخلاص اور خصوصاً بدری صحابی ہونے کی بنا پر معاف کر دیا گیا، واقعات کی تفصیلات فتح مکہ کے باب میں سامنے آسکیں گی (اِن شاءاللہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ
عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ
قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ
يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَ اِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا
بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا
فِيْ سَبِيْلِيْ وَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۖ تُسِرُّوْنَ
اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَ اَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَ
مَآ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَ مَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ
ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ① اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ
يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّ يَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ
اَيْدِيَهُمْ وَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ وَدُّوْا لَوْ
تَكْفُرُوْنَ ② لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَ لَآ
اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ؕ
وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ③ قَدْ كَانَتْ
لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ الَّذِيْنَ
مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ
وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا
بِكُمْ وَ بَدَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَ
الْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ

اے ایمان والے لوگو، میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تم اُن سے محبت کی پینگیں بڑھاتے ہو، حالاں کہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے اُس کو ماننے سے وہ انکار کر چکے ہیں اور اُنھوں نے رسولؐ کو اور خود تمہیں بھی محض اس وجہ سے جِلا وطن کیا کہ تم اللہ پر ایمان لائے ہو جو تمھارا پروردگار ہے۔ تم نکلے تو ہو میری راہ میں جہاد کرنے اور میری رضا کی خاطر ...... اور خفیہ طور پر دشمنوں کو محبت نامہ بھیجتے ہو، اِس کے باوجود کہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے جو کچھ تم چھپا کر کرتے اور جو اعلانیہ کرتے ہو، اور تم میں سے جو بھی ایسا کام کرے گا وہ یقیناً راہ راست (سَوَآءَ السَّبِيْلِ) سے بھٹک گیا۔ ان کا رویہ تو یہ ہے کہ اگر تم کو پا جائیں تو تمہارے ساتھ دشمنی کریں اور تم پر دست درازی اور زبان درازی کرنے لگیں۔ وہ تو تمنا کرتے ہیں کہ تم کسی طرح انکاری ہو جاؤ۔ قیامت کے دن تمہاری قرابتیں، رشتہ داریاں، اور اولاد کسی بھی کام نہ آئیں گی۔ اس روز اللہ تمہارے درمیان جدائی ڈال دے گا، اور جو کچھ بھی تم کر رہے ہو اُسے اللہ خوب دیکھ رہا ہے۔ اے ایمان والے لوگو، تمہارے لیے نمونہ تو ابراہیمؑ اور اس کے ساتھ چلنے والوں میں ہے، جب اُنھوں نے اپنے تمام رشتہ داروں سے کہا ہم تم سے بے زار ہیں، اور اللہ کو چھوڑ کر جن جن کی تم عبادت کرتے ہو اُن کا اور تمہارے افکار کا انکار کرتے ہیں۔ ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے بغض اور عداوت ظاہر ہو گئی ہے اور اُس وقت تک رہے گی جب تک کہ تم اللہ وحدہٗ پر ایمان لاؤ۔

اے ایمان کا دعویٰ کرنے والے لوگو، تم اگر دینِ اسلام کی سربلندی اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے اپنے وطن مکہ کو چھوڑ چکے ہو تو میرے اور (خود) اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تم اُن مکہ میں رہ جانے والے کفّار سے محبت کی پینگیں بڑھاتے ہو، حالاں کہ جو حق اللہ کے رسولؐ کے ذریعے تمہارے پاس آیا ہے اُس کو ماننے سے وہ کفر وانکار کر چکے ہیں اور ان کا معاملہ یہ رہا ہے کہ شہرِ مکہ سے ہمارے رسولؐ کو اور خود تمہیں بھی محض اس وجہ سے جلاوطن کیا کہ تم اُس اللہ پر ایمان لائے ہو جو تمہارا حقیقی مالک و پروردگار (رب) ہے۔ کیسی نامناسب اور عجیب بات ہے کہ تم مکے سے نکلے تو ہو میری راہ میں جدوجہد کا حق ادا کرنے (جہاد) کرنے اور میری رضا کی خاطر .... اور مدینے میں بیٹھ کر خفیہ خفیہ، دشمنانِ دین وایماں کو محبت نامہ اور پیام بھیجتے ہو! اِس کے باوجود کہ تم خوب جانتے ہو کہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے جو کچھ تم چھپا کر کرتے اور جو اعلانیہ کرتے ہو، اور تم میں سے جو شخص بھی دشمنوں کے ساتھ نامہ و پیام کا ایسا کام کرے گا وہ یقیناً دینِ اسلام کی راہِ راست (سَوَآءَ السَّبِيْلِ) سے بھٹک گیا❶۔ اُن کا رویہ تو یہ ہے کہ اگر تم کو کہیں پا جائیں اور تم پر قابو پالیں تو تمہارے ساتھ دشمنی کا حق ادا کریں اور تم پر دست درازی اور زبان درازی کرنے لگیں۔ وہ تو اِس تمنا میں مرے جاتے ہیں کہ تم بھی اُن کی مانند کسی طرح حق کے انکاری ہو جاؤ۔ تم اپنی رشتہ داریوں کی وجہ سے اُن کا خیال کرتے ہو، جان لو، کہ قیامت کے دن تمہاری قرابتیں، رشتہ داریاں❷، اور اولادیں کسی بھی کام نہ آئیں گی۔ اس روز اللہ تمہارے اور اُن کے درمیان جدائی ڈال دے گا، اور جو کچھ بھی انحراف تم کر رہے ہو اُسے اللہ خوب دیکھ رہا ہے۔ اے ایمان کا دعویٰ کرنے والے لوگو، تمہارے لیے بہترین نمونہ تو ابراہیمؑ اور اس کے ساتھ چلنے والوں کے اُس طرزِ عمل میں ہے، جب اُنھوں نے اپنے تمام رشتہ داروں پر مشتمل قوم سے کہا ہم تم سے بے زار ہیں، اور ایک اللہ کو چھوڑ کر جن جن کی تم عبادت کرتے ہو اُن سب کی اُلوہیت کا اور تمہارے افکار، عقائد، دین و تمدن کا انکار کرتے ہیں۔ ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے بغض اور عداوت (دشمنی اور بیزاری) پیدا ہو چکی ہے اور صاف ظاہر ہو گئی ہے اور اُس وقت تک رہے گی جب تک کہ تم اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ پر ایمان نہ لے آؤ۔

اِلَّا قَوۡلَ اِبۡرٰهِيۡمَ لِاَبِيۡهِ لَاَسۡتَغۡفِرَنَّ
لَكَ وَمَاۤ اَمۡلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنۡ شَىۡءٍ ؕ
رَبَّنَا عَلَيۡكَ تَوَكَّلۡنَا وَاِلَيۡكَ اَنَبۡنَا وَ
اِلَيۡكَ الۡمَصِيۡرُ ﴿۴﴾ رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا
فِتۡنَةً لِّلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَاغۡفِرۡ لَنَا رَبَّنَا ۚ
اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۵﴾ لَقَدۡ
كَانَ لَكُمۡ فِيۡهِمۡ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنۡ
كَانَ يَرۡجُوا اللّٰهَ وَالۡيَوۡمَ الۡاٰخِرَ ؕ وَ
مَنۡ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡغَنِىُّ
الۡحَمِيۡدُ ﴿۶﴾ عَسَى اللّٰهُ اَنۡ يَّجۡعَلَ ع ۱
بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَ الَّذِيۡنَ عَادَيۡتُمۡ
مِّنۡهُمۡ مَّوَدَّةً ؕ وَاللّٰهُ قَدِيۡرٌ ؕ وَاللّٰهُ
غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۷﴾ لَا يَنۡهٰٮكُمُ اللّٰهُ عَنِ
الَّذِيۡنَ لَمۡ يُقَاتِلُوۡكُمۡ فِى الدِّيۡنِ وَلَمۡ
يُخۡرِجُوۡكُمۡ مِّنۡ دِيَارِكُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡهُمۡ
وَتُقۡسِطُوۡۤا اِلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الۡمُقۡسِطِيۡنَ ﴿۸﴾ اِنَّمَا يَنۡهٰٮكُمُ اللّٰهُ عَنِ
الَّذِيۡنَ قٰتَلُوۡكُمۡ فِى الدِّيۡنِ وَ
اَخۡرَجُوۡكُمۡ مِّنۡ دِيَارِكُمۡ وَظٰهَرُوۡا
عَلٰٓى اِخۡرَاجِكُمۡ اَنۡ تَوَلَّوۡهُمۡ ۚ وَمَنۡ
يَّتَوَلَّهُمۡ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۹﴾

مگر ابراہیمؑ کا اپنے باپ سے یہ کہنا کہ میں اللہ سے آپ کی معافی و مغفرت کے لیے ضرور درخواست کروں گا پر، اللہ سے آپ کے لیے کچھ حاصل کر لینا میرے اختیار میں نہیں ہے۔[پھر ابراہیمؑ اپنے رب سے یوں گویا ہوا] اے ہمارے رب تیرے ہی اوپر ہم نے بھروسا کیا اور تیری ہی طرف ہم نے رجوع کر لیا اور تیرے ہی حضور ہمیں پلٹنا ہے۔اے ہمارے رب، ہم کو کفر کرنے والوں کے سامنے تختۂ مشق نہ بننے دیجیے گا۔اور اے ہمارے پروردگار، ہمارے قصوروں سے درگزر فرما، بلاشبہ تو ہی غالب، حکمت والا ہے۔یقیناً اِن لوگوں کے طرز عمل میں تم میں سے ہر اُس شخص کے لیے ایک اچھا نمونہ ہے، جو اللہ اور آخرت کا امیدوار ہو، اور رہا وہ جو منہ پھیر لے .... اللہ تو بے نیاز اور اپنی ذات میں آپ ستودہ صفات ہے ؏ کیا عجب کہ عنقریب اللہ تمہارے اور ان لوگوں کے درمیان محبت پیدا کر دے جن سے آج تم نے دشمنی مول لی ہے۔اللہ بڑی قدرت رکھتا ہے اور وہ غفور رحیم ہے۔جنھوں نے دین کے معاملہ میں تم سے قتال نہیں کیا اور تمھیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا اُن لوگوں کے ساتھ اللہ تمھیں نیکی اور قرینِ انصاف برتاؤ سے نہیں روکتا، اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔در حقیقت اللہ تمہیں اُن لوگوں کے ساتھ دوستی سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے معاملہ میں قتال کیا ہے اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ہے اور تمہارے نکالنے میں مدد کی ہے۔جو اُن سے دوستی کریں وہی ظالم ہیں۔

مگر ابراہیمؑ کا اپنے باپ سے یہ کہنا اِس اعلانِ بے زاری کے ہرگز خلاف نہیں کہ میں اللہ سے آپ کی معافی و مغفرت کے لیے ضرور درخواست کروں گا، مگر اللہ سے آپ کے لیے لازماً کچھ حاصل کر لینا میرے اختیار میں نہیں ہے ❸۔ ساری قوم کی عداوت اور دشمنی کے مقابلے میں ابراہیمؑ اور اُس کے پیرو کاروں کا اللہ سے یہ کہنا تھا کہ اے ہمارے رب تیرے ہی اوپر ہم نے بھروسا کیا اور تیری ہی طرف ہم نے رجوع کر لیا اور مرنے کے بعد تیرے ہی حضور ہمیں پلٹنا ہے۔ اے ہمارے رب، ہم کو کفر کرنے والوں کے سامنے تختۂ مشق نہ بننے دیجیے گا ❹۔ اور اے ہمارے پروردگار، ہمارے قصوروں سے در گزر فرما، بلاشبہ تو ہی غالب، حکمت والا ہے۔

یقیناً اِن لوگوں (ابراہیمؑ اور اصحابِ ابراہیمؑ) کی زندگیوں کے اُسوے اور طرزِ عمل میں تم میں سے ہر اُس شخص کے لیے ایک اچھا قابلِ تقلید نمونہ (اُسوہ) ہے، جو اللہ کی رضا جوئی کا اور آخرت کی کامیابیوں کا امیدوار ہو، اور رہا وہ جو (اِس اُسوے سے) منہ پھیر لے یعنی جسے نہ اللہ کی کوئی پرواہ ہو اور نہ ہی آخرت میں خیر کا طالب ہو، جان لیا جائے کہ اللہ تو بے نیاز اور اپنی ذات میں آپ محمود ستودہ صفات ہے ؏

کیا عجب کہ عنقریب مکے میں مقیم منکرین حق کو توفیقِ ایمان کے ذریعے اللہ تمہارے اور اِن کے درمیان محبت پیدا کر دے ❺ جن سے آج تم نے اللہ کی اور اُس کے دین کی خاطر دشمنی مول لی ہے۔ اللہ بڑی قدرت رکھتا ہے اور وہ غفور رحیم ہے۔ پس سنو، انصاف کا تقاضا ہے کہ مکے میں رہ جانے والے کفار میں سے تمھارے وہ ہم وطن اور رشتے دار جنھوں نے دین کے معاملہ میں تم سے قتال نہیں کیا اور قتال پر قوم کو نہیں اُکسایا اور تمھیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا۔ تم اُن لوگوں کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرو، اللہ تمھیں اس حسنِ سلوک اور قرینِ انصاف برتاؤ سے نہیں روکتا، اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ ابراہیمؑ اور اصحابِ ابراہیمؑ کے اپنی قوم کے ساتھ اعلانِ بغض و دشمنی کی پیروی میں در حقیقت اللہ تمہیں صرف اُن لوگوں کے ساتھ دلی محبت اور دوستی سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے معاملہ میں قتال کیا ہے اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ہے اور تمھارے نکالنے میں دوسروں کی مدد کی ہے۔ جو اس طرح کے کافروں سے دوستی اور محبت کریں وہی ظالم ہیں۔

٢٦ يَاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَوَلَّوۡا قَوۡمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ قَدۡ يَـئِسُوۡا مِنَ الۡاٰخِرَةِ كَمَا يَـئِسَ الۡـكُفَّارُ مِنۡ اَصۡحٰبِ الۡقُبُوۡرِ ﴿۱۳﴾

اے مسلمانو! ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا غضب ہوا۔ وہ آخرت سے اِس طرح ناامید ہیں جس طرح کفار قبر والوں سے ناامید ہو چکے ہیں ع۔

اے مسلمانو! ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا غضب ہوا۔ اُن منکرینِ حق کا کیا ہے وہ تو حساب کتاب اور جزاو سزا کے لیے آخرت کے وقوع سے اِس طرح ناامید ہیں جس طرح کفار قبر والوں کے جی اُٹھنے سے یا اُن کی جانب سے نفع رسانی سے ناامید ہو چکے ہیں، جب کہ تم تو دنیا کو آخرت کی کھیتی جانتے ہو، اُن سے دوستی تمھیں اُن جیسا بنادے گی ع۔

❶ حاطب رضی اللہ عنہ کے عین موقع پر گرفت میں آجانے اور پھر اللہ تعالیٰ کی جانب سے معافی سے جو ہدایات اور سبق حاصل ہوتے ہیں وہ بڑے دور رس اور متعدد ہیں، چند کا یہاں تذکرہ کیا جا سکتا ہے۔

١ حاطب رضی اللہ عنہ پر ظاہر بین نظریں جاسوسی اور غدّاری کا الزام عائد کرتی ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ عمل سے واضح ہو گیا کہ اُن پر یہ الزام نہیں لگایا گیا بلکہ صرف دشمنانِ دین سے بے احتیاطی سے رابطے کا الزام لگایا گیا۔ اسلام میں ایسے قوانین و قواعد و ضوابط کی کوئی گنجائش نہیں ہے جن کی رو سے کسی فوجی ادارے یا حکومت کو الزامات کی بنا پر بند کمرے میں خفیہ طریقے پر مقدمہ چلانے کا اختیار حاصل ہو جائے۔

٢ حاطب رضی اللہ عنہ سے اتنی بڑی خطا کہ جس پر قرآن نے مداخلت کی، یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبیوں کے علاوہ کوئی معصوم عن الخطا نہیں ہیں خواہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہی کیوں نہ ہوں۔ اور سبق آموزی کے لیے، نہ کہ کسی بدنیتی سے اُن کا تذکرہ ہرگز خطا نہیں بلکہ اُس دورِ سعید سے استنباط کے لیے ضروری ہے۔

٣ حاطب رضی اللہ عنہ کی نیک نیتی اور اُن کی سابقہ خدمات کا اعتراف اور اِس کی بنیاد پر معافی اسلامی شریعت کا یہ مزاج ظاہر کرتی ہے کہ مقدمے کی محض ظاہری شکل پر ہی فیصلہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ ملزم کی پچھلی زندگی اور سیرت و کردار کو بھی دیکھنا چاہیے۔

❷ حاطب رضی اللہ عنہ نے اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کی سلامتی اور بچاؤ کے لیے ایک ناروا کام کیا، اللہ تعالیٰ تمام اہلِ ایمان سے یہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز تمھارے یہ رشتہ دار تمھیں بچانے کے لیے نہیں آئیں گے۔ قرآن مجید میں قیامت کی عدالت کا جو جابجا نقشہ کھینچا گیا ہے وہ یہی ہے کہ روزِ محشر کسی نبی یا کسی ولی کی یہ ہمت نہیں ہو گی کہ اللہ کے سامنے یہ کہے کہ ہمارے حواریوں، مریدوں نے یا رشتہ داروں نے ہماری خاطر یہ

گناہ کیا تھا اس لیے اس کے بدلے کی سزا ہمیں دے دی جائے، یا اس کی سزا ہماری سفارش پر معاف کر دی جائے۔ وہاں اپنے کیے کی سزا ہر ایک مجرم کو خود ہی بھگتنی ہو گی۔ البتہ اللہ جسے معاف کرنا چاہے تو اُس کے اذن سے کوئی سفارش کر سکے گا اور شرک ایسا جرم ہے جس کو معاف نہ کرنے کا اللہ نے اعلان کر دیا ہے۔

3 نبی اکرم ﷺ کے جدامجد ابراہیمؑ اپنے مشرک باپ کے لیے کہتے ہیں کہ "میں اللہ سے آپ کی معافی و مغفرت کے لیے ضرور درخواست کروں گا" لیکن اُس پر یہ گرہ لگا دیتے ہیں کہ "اللہ سے آپ کے لیے لازماً کچھ حاصل کر لینا میرے اختیار میں نہیں" یعنی دعا تو میرے بس میں ہے سو میں کر دوں گا، اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ لیکن جب ابراہیم علیہ السلام کو یہ معلوم ہو گیا کہ مشرک کے لیے دعا بھی نہیں کی جا سکتی [جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَ لَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى...... ... ﴿۱۱۳﴾(التوبہ) [ترجمہ: نبی کا یہ کام نہیں ہے اور نہ ان لوگوں کو یہ زیبا ہے جو ایمان لائے ہیں کہ مشرکوں کے لیے دعائے مغفرت کریں، خواہ وہ ان کے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔] تو اُنھوں نے اپنے باپ کے لیے دعا کرنے پر اللہ سے معافی چاہی اور اعلان کر دیا کہ آئندہ مشرک باپ کے لیے دعا بھی نہیں کروں گا۔: وَ مَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾(التوبہ) [ترجمہ: اور ابراہیمؑ کا اپنے باپ کے لیے مغفرت کی دعا کرنا اس کے سوا کسی وجہ سے نہ تھا کہ ایک وعدہ تھا جو اس نے اپنے باپ سے کر لیا تھا۔ پھر جب اس پر یہ بات واضح ہو گئی کہ وہ اللہ کا دشمن تھا تو اس نے اس سے بیزاری کا اظہار کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ابراہیمؑ ایک رقیق القلب اور نرم خو آدمی تھا۔]

4 ابراہیم علیہ السلام نے اپنے گھر بار اور اپنے وطن کو چھوڑتے وقت، ہجرت کرتے ہوئے جو بالکل پہلی دعا کی وہ بڑی اہم ہے اور مومنین کے لیے جو اعلائے کلمۃ اللہ کا سودا اپنے ذہن میں رکھتے ہوں اُن کو اس کا ادراک بڑا ضروری ہے، اُنھوں نے التجا کی: رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ، دشمنان دین و ایمان کا اہل ایمان کے لیے سامانِ فتنہ بننے کی کئی شکلیں ممکن ہیں جن میں سے کم از کم کسی ایک سے آج کی دنیا میں کسی بھی جگہ بسنے والا ہر ایمانِ خالص کا حامل فرد دوچار ہے چاہے وہ غیر اسلامی ممالک مثلاً انڈیا، چائنا، فرانس، امریکا وغیرہ ہوں یا اسلامی ممالک مثلاً بلادِ عرب، بنگلہ دیش، مصر، سوڈان، پاکستان وغیرہ۔

۱. پہلی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ مسلمان کسی ملک میں اقلیت میں ہوں اور اُن پر انتہائی تنگ نظر کافر غالب ہوں اُن پر ظلم و زیادتیاں اور معاشرتی، تہذیبی اور تعلیمی جبر اس حد تک بڑھ جائے کہ اُن کو اپنا ایمان بچانا اور آئندہ نسل کو مسلمان رکھنا مشکل ہو جائے۔

۲. دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ شیطانی تہذیب و ثقافت اتنے عروج پر اور اتنی ہمہ گیر ہو کہ مسلمان اکثریتی معاشروں میں، جن لوگوں کے ہاتھوں میں اقتدار کی کنجیاں ہوں وہ شیطانی تہذیب و ثقافت کے دل دادہ ہو جائیں اور اُن کے اذہان نفاق زدہ ہوں اور وہ چاہیں کہ اسلام ایک بہت ذاتی سا محدود دائرے میں چند رسومات و عبادات کا مذہب بن جائے اور وہ اللہ سے، اپنے نبی سے اور اپنی کتاب سے بے وفائی کے بعد دنیا میں کسی بھی ضابطے اور قانون کے پابند نہ رہ پائیں نتیجتاً ایک ایسا بے ڈھب، چوروں ڈاکوؤں، بد تہذیبوں اور کندہ ہائے ناتراش انسان نما جانوروں کے زیرِ تسلط مجبور اور مقہور اسلام بے زار مسلمانوں کا معاشرہ وجود میں آئے جو ہر کفر پر مرمٹا ہو اور ہر اصلاحی کام اُس کو زہر لگتا ہو، یہ دنیا میں بھی مفلسی اور جہالت کی ایک تصویر ہوں اور آخرت تو، اللہ ہی جانے!

۳. تیسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ دین حق کی نمائندگی کرنے والے علماء اور دین کی تبلیغ کرنے والی جماعتیں اور احیائے دین کے لیے اُٹھنے والی اجتماعیتیں چھوٹے مفادات کے تابع ہو جائیں، سیرت و کردار سے تہی ہوں ساری دنیا کے سامنے سیرت کا ایک اعلیٰ نمونہ تو کجا اپنی اولاد، اپنے گھر اپنے کاروبار کو اسلام کے تابع نہ کر سکیں آپس میں لڑ مریں اور کفار کے لیے اپنی بددیانتیوں اور جہالتوں کی بنا پر حماقت کا ایک نمونہ یا فتنہ بن جائیں۔ یہود کی جو کیفیت قرآن میں دکھائی گئی ہے اُس کی مجسم تصویر ہوں اور گوہ کا بل ہی اُن کا مسکن ہو۔ دین کی تبلیغ واشاعت اور احیاء تو کجا تجہیز و تکفین کا اہتمام ہو۔ چہ عجب کہ زندگی سے محروم مُردے کو حیاتِ نو ملے!!

5 ۹ ہجری کے رمضان میں یہ مدینے میں بسنے والے مہاجر مسلمانوں کے لیے ایک خوش خبری ہے کہ چہ عجب وہ تمھارے رشتہ دار جو تم سے چھوٹے ہوئے ہیں، مکہ فتح ہونے کی شکل میں تم سے آملیں اور وہ عزیز و اقارب جو ابھی تک ایمان نہیں لائے ہیں وہ بھی ایمان لے آئیں اور غلبہ دینِ اسلام کا جو کام رسول اللہؐ نے بائیس برس قبل شروع کیا تھا اُس غلبے کا ایک مبارک آغاز ہو جائے۔